

کی کم حیثیتی کے قائل ہو چکے تھے تو وہ فرماتے کہ ایسے اشعار قلم انداز کر دیئے جائیں گے۔ شاعر جو کچھ کہتا ہے، کیا اسے چھاپنا اور شائع کرنا قدرت کی طرف سے لازم ہو جاتا ہے؟

۳۔ مرزا خاں کوتوال کے بارے میں کچھ معلوم نہیں، مولانا فضل حق یقیناً بہت بڑے عالم تھے، لیکن کیا یہ بزرگ اشعار کی اچھائی یا برائی کو میرزا غالب سے بہتر سمجھتے تھے جنہیں قدرت نے شعر گوئی ہی کے لیے پیدا کیا تھا اور جن کے متعلق نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے دو گلشن بے خار میں لکھا تھا کہ:

”مضامین شعری را کما ہو حقہ فہم و بہ جمیع نکات و لطائف پے مے برد و  
 ایں فضیلتے است کہ مخصوص بعض اہل سخن است۔ اگر طبع سخن شناس داری،  
 بہایں نکتہ مے رسی۔ چہ خوش فکر اگر کیا ب است، اما خوش فہم کیا ب تر خوشا  
 حال شخصے کہ اندہ ہر دو شربے یافتہ و حنظلے ربودہ۔ بالجملہ چنین نکتہ سنج نغز  
 گفتار کم تر مرئی شد“ (گلشن بے خار، ۱۳۹)

غرض یہ بیان بھی سراسر افسانہ ہے حقیقت یہ ہے کہ میرزا غالب نے تمیز نیک و بد ہونے کے بعد خود ہی شعروں کا انتخاب کیا۔ پھر وہ کلکتہ گئے تو وہاں ”گل رعنا“ کے نام سے اپنے کلام کا ایک انتخاب تیار کیا۔ اس میں عرشی صاحب کے بیان کے مطابق اردو کے کل ۴۵۴ شعراء کھتے تھے۔ پھر ان میں مزید غزلیں شامل ہوئیں اور دیوان کی بقیہ تر گزشت خلاصہ یہ ہے:

۱۔ اردو دیوان پہلی مرتبہ شعبان ۱۲۵۷ھ (اکتوبر ۱۸۴۱ء) میں سید محمد خاں برادر سید مرحوم کے مطبع ”سید المطالع“ میں چھپا۔ یہ ایک سو اٹھ صفحات پر مشتمل تھا اور اس میں کل ایک ہزار پچانوے شعر تھے۔

۲۔ پھر جمادی الاولیٰ ۱۲۶۳ھ (مئی ۱۸۴۷ء) میں مطبع ”دار السلام“ واقع حوض قاضی نے نوالدین احمد لکھنوی کے زیر اہتمام دیوان دوسری مرتبہ چھاپا۔ اس میں کل ایک ہزار ایک سو گیارہ شعر تھے۔ یعنی طبع اول سے صرف سولہ شعر زیادہ۔ چودہ شعراء اس غزل کے تھے جو مروجہ اردو دیوان کی آخری غزل ہے، یعنی ”جاں کے لیے“ ”آسمان کے لیے“ دو شعر بیسنی دئی